صحیح بخاری

امیر المومنین فی الحدیث امام المحدثین

حضرت الامام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

قال قال رسول الله إنما الأعمال بالنيات

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

صحیح بخاری

جلد اوّل

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظرِ ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام بستوی

حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

نام کتاب	:	صحیح بخاری شریف
مترجم	:	حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ
ناشر	:	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
سن اشاعت	:	۲۰۰۴ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوڑی تالاب، وارانسی

۳۔ مکتبہ نوائے اسلام ۱۱۶۴ اے، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی

۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، بربرشاہ سری نگر، کشمیر

۵۔ حدیث پبلیکیشن، چار مینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱

۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار مئوناتھ بھنجن، یوپی

رسول الله صلى الله عليه وسلم (الى ان) فاذا عرفت هذا كله ظهرلك بطلان قول صاحب العرف الشذى فى تفسير قوله فلا اذن معناه فلا تصلى مع هذا العذر ايضا اى فلا اذن للانكار (تحفة الاحوذى)

یعنی جان لے کہ فرمان نبوی فلا اذن کا مطلب یہ کہ کوئی حرج نہیں کہ تو ان کو اب پڑھ رہا ہے' ابو داؤد میں صراحت یوں ہے کہ رسول کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس تفصیل کے بعد صاحب عرف الشذی کے قول کا بطلان تجھ پر ظاہر ہو گیا۔ جنھوں نے فلا اذن کے معنے انکار کے بتلائے ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے اس لفظ سے اس کو ان سنتوں کے پڑھنے سے روک دیا۔ حالانکہ یہ معنی بالکل غلط ہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔ قال ابن عبدالبر وغيره الحجة عند التنازع السنة فمن ادلى بها فقد افلح و ترک التنفل عند اقامة الصلوٰة و تداركها بعد قضاء الفرض اقرب الى اتباع السنة ويتايد ذالک من حيث المعنى بان قوله فى الاقامة حى على الصلوٰة معناه هلموا الى الصلوٰة اى التى يقام لها فا سعد الناس با متثال هذا الامر من لم يتشاغل عنه بغيره والله اعلم. یعنی ابن عبدالبر وغیرہ فرماتے ہیں کہ تنازع کے وقت فیصلہ کن چیز سنت رسول ہے۔ جس نے اس کو لازم پکڑا وہ کامیاب ہو گیا اور تکبیر ہوتے ہی نفل نمازوں کو چھوڑ دینا (جن میں فجر کی سنتیں بھی داخل ہیں) اور ان کو فرضوں سے فارغ ہونے کے بعد ادا کر لینا اتباع سنت کے یہی قریب ہے اور اقامت میں جو حی علی الصلوٰۃ کہا جاتا ہے معنوی طور پر اس سے بھی اسی امر کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نماز کے لئے آؤ جس کے لئے اقامت کہی جا رہی ہے۔ پس خوش نصیب وہی ہے جو اس امر پر فوراً عامل ہو اور اس کے سوا اور کسی غیر عمل میں مشغول نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ فجر کی نماز فرض کی جماعت ہوتے ہوئے سنتیں پڑھتے رہنا اور جماعت کو چھوڑ دینا عقلاً و نقلاً کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ پھر بھی ہدایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

٣٩- بَابُ حَدِّ الْمَرِيْضِ أَنْ يَّشْهَدَ الْجَمَاعَةَ

٦٦٤- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غَيَاثٍ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ : حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ الأَسْوَدُ: قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَذَكَرْنَا الْمُوَاظِبَةَ عَلَى الصَّلاَةِ وَالتَّعْظِيْمَ لَهَا قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَأُذِّنَ، فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَقِيْلَ لَهُ : إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ. وَأَعَادَ. فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: ((إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ

باب بیمار کو کس حد تک جماعت میں آنا چاہئے۔

(٦٦٤) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے باپ حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے اعمش نے ابراہیم نخعی سے بیان کیا کہ حضرت اسود بن یزید نخعی نے کہا کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہم نے نماز میں ہیشگی اور اس کی تعظیم کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے مرض الموت میں جب نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس وقت آپ سے کہا گیا کہ ابو بکر بڑے نرم دل ہیں۔ اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ آپ نے پھر وہی حکم فرمایا' اور آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرا دی گئی۔ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا کہ تم تو بالکل یوسف کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ (کہ

مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)). فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي، فَوَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ مِنَ الْوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ، (فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ مَكَانَكَ. ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ). قِيلَ لِلأَعْمَشِ : وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلاَتِهِ، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ أَبِي بَكْرٍ؟ فَقَالَ بِرَأْسِهِ: نَعَمْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الأَعْمَشِ بَعْضَهُ. وَزَادَ أَبُو مُعَاوِيَةَ : جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا.

[راجع: ١٩٨]

دل میں کچھ ہے اور ظاہر کچھ اور کر رہی ہو) ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لے گئے۔ گویا میں اس وقت آپ کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ تکلیف کی وجہ سے زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں۔ لیکن آنحضور ﷺ نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ رہنے کے لئے کہا۔ پھر ان کے قریب آئے اور بازو میں بیٹھ گئے۔ جب اعمش نے یہ حدیث بیان کی' ان سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی اقتداء کی اور لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کی؟ حضرت اعمش نے سر کے اشارہ سے بتلایا کہ ہاں۔ ابو داؤد طیالسی نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا شعبہ سے روایت کیا ہے اور شعبہ نے اعمش سے اور ابو معاویہ نے اس روایت میں یہ زیادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھے۔ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

٦٦٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ : أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ : لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي، فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلاَهُ الأَرْضَ، وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَرَجُلٍ آخَرَ. قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لاِبْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ، فَقَالَ لِي: وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ. هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

(٦٦٥) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں ہشام بن یوسف نے خبر دی معمر سے' انہوں نے زہری سے' کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہو گئے اور تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اس کی اجازت لی کہ بیماری کے دن میرے گھر میں گذاریں۔ انہوں نے اس کی آپ کو اجازت دے دی۔ پھر آپ باہر تشریف لے گئے۔ آپ کے قدم زمین پر لکیر کر رہے تھے۔ آپ اس وقت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص کے بیچ میں تھے (یعنی دونوں حضرات کا سہارا لئے ہوئے تھے) عبید اللہ راوی نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کی' تو آپ نے فرمایا اس شخص کو بھی جانتے ہو' جن کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا۔ میں نے کہا کہ نہیں! آپ نے فرمایا کہ وہ

٤٦- بَابُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ

باب امامت کرانے کا سب سے زیادہ حق دار وہ ہے جو علم اور (عملی طور پر بھی) فضیلت والا ہو۔

تشریح امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب کے منعقد کرنے سے ان لوگوں کی تردید ہے جو امامت کرانے والوں کے لئے علم و فضل کی ضرورت نہیں سمجھتے اور ہر ایک جاہل کندہ ناتراش کو بے تکلف نماز میں امام بنا دیتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ امام بخاری کا یہ مذہب ہے کہ عالم امامت کا زیادہ حق دار ہے بہ نسبت قاری کے کیونکہ قاری صحابہ میں ابی بن کعبؓ سب سے زیادہ تھے۔ تب بھی آنحضرت ﷺ نے ان کو امام نہیں بنایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا اور حدیث میں جو آیا ہے کہ جو زیادہ تم میں اللہ کی کتاب کا قاری ہو وہ امامت کرے تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ یہ حکم آپ ہی کے زمانہ مبارک میں تھا۔ اس وقت جو اقرأ ہوتا وہ افقہ یعنی عالم بھی ہوتا تھا اور امام احمد رحمہ اللہ نے اقرأ کو مقدم رکھا ہے افقہ پر اور اگر کوئی افقہ بھی ہو اور اقرأ بھی تو وہ سب پر مقدم ہو گا بالاتفاق ہمارے زمانہ میں بھی یہ بلا عام ہو گئی ہے' لوگ جاہلوں کو پیش امام بنا دیتے ہیں جو اپنی نماز بھی خراب کرتے ہیں اور دوسروں کی بھی۔ (خلاصہ شرح وحیدی)

٦٧٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: ((مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ، فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ، إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ. قَالَ: ((مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)). فَعَادَتْ. فَقَالَ: ((مُرِّي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ)). فَأَتَاهُ الرَّسُولُ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ.[طرفه في : ٣٣٨٥].

(٦٧٨) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے حسین بن علی بن ولید نے زائدہ بن قدامہ سے بیان کیا' انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے' کہا کہ مجھ سے ابوبردہ عامر نے بیان کیا' انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے' آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے اور جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ نرم دل ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کے لئے نماز پڑھانا مشکل ہو گا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی بات کہی۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں' تم لوگ صواحب یوسف (زلیخا) کی طرح (باتیں بناتی) ہو۔ آخر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بلانے آیا اور آپ نے لوگوں کو نبی ﷺ کی زندگی میں ہی نماز پڑھائی۔

٦٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي

(٦٧٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک رحمہ اللہ نے ہشام بن عروہ سے خبر دی' انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ ابوبکر

مَرَضِهِ، ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَهْ، إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ)). فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا. [راجع: ١٩٨]

سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو روتے روتے وہ (قرآن مجید) سنا نہ سکیں گے' اس لئے آپ عمر سے کہئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آپ فرماتی تھیں کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ بھی کہیں کہ اگر ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو روتے روتے لوگوں کو (قرآن) سنا نہ سکیں گے۔ اس لئے عمر سے کہئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی) نے بھی اسی طرح کہا تو آپ نے فرمایا کہ خاموش رہو۔ تم صواحب یوسف کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ بھلا مجھ کو کہیں تم سے بھلائی پہنچ سکتی ہے؟

تشریح: اس واقعہ سے متعلق احادیث میں "صواحب یوسف" کا لفظ آتا ہے۔ صواحب صاحبہ کی جمع ہے' لیکن یہاں مراد صرف زلیخا سے ہے۔ اسی طرح حدیث میں "انتم" کی ضمیر جمع کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ لیکن یہاں بھی صرف ایک ذات عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد ہے۔ یعنی زلیخا نے عورتوں کے اعتراض کے سلسلے کو بند کرنے کے لئے انہیں بظاہر دعوت دی اور اعزاز و اکرام کیا۔ لیکن مقصد صرف یوسف علیہ السلام کو دکھانا تھا کہ تم مجھے کیا ملامت کرتی ہو بات ہی کچھ ایسی ہے کہ میں مجبور ہوں۔ جس طرح اس موقع پر زلیخا نے اپنے دل کی بات چھپائے رکھی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی جن کی دلی تمنا یہی تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ سے مزید توثیق کے لئے ایک دوسرے عنوان سے بار بار پچھواتی تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ابتداء میں غالباً بات نہیں سمجھی ہو گی۔ اور بعد میں جب آنحضور ﷺ نے زور دیا۔ تو وہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد سمجھ گئیں اور فرمایا کہ میں بھلا تم سے کبھی بھلائی کیوں دیکھنے لگی (تفہیم البخاری' ص: ۸۲/ پ: ۳)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ آخر تم سوکن ہو' تو کیسی ہی سہی تم نے ایسی صلاح دی کہ آنحضرت ﷺ کو مجھ پر خفا کرا دیا۔ اس حدیث سے اہل دانش سمجھ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو قطعی طور پر یہ منظور تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی امامت نہ کرے اور باوجودیکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی پیاری بیوی نے تین بار معروضہ پیش کیا۔ مگر آپ نے ایک نہ سنی۔

پس اگر حدیث القرطاس میں بھی آپ کا منشاء یہی ہوتا کہ خواہ مخواہ کتاب لکھی جائے تو آپ ضرور لکھوا دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جھگڑے کے بعد آپ کئی دن زندہ رہے مگر دوبارہ کتاب لکھوانے کا حکم نہیں فرمایا (م وحیدی)

٦٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ - وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَخَدَمَهُ وَصَحِبَهُ - أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي

(٦٨٠) ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے خبر دی' کہا کہ مجھے انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی --- آپ نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنے والے' آپ کے خادم اور صحابی تھے --- کہ آنحضور ﷺ کے مرض الموت میں

بِهِمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الإِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلاَةِ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَارِجٌ إِلَى الصَّلاَةِ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ أَتِمُّوا صَلاَتَكُمْ، وَأَرْخَى السِّتْرَ، فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ ﷺ.

[أطرافه في: ٦٨١، ٧٥٤، ١٢٠٥، ٤٤٤٨].

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کے دن جب لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تھے تو آنحضور ﷺ حجرہ کا پردہ ہٹائے کھڑے ہوئے' ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ آپؐ کا چہرہ مبارک (حسن و جمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ورق تھا۔ آپ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ ہو گیا کہ کہیں ہم سب آپ کو دیکھنے ہی میں نہ مشغول ہو جائیں اور نماز توڑ دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر صف کے ساتھ آملنا چاہتے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ نماز پوری کر لو۔ پھر آپ نے پردہ ڈال دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی دن ہو گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

٦٨١- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ ﷺ ثَلاَثًا، فَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ، فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ، فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وَضَحَ لَنَا. فَأَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ، وَأَرْخَى النَّبِيُّ ﷺ الْحِجَابَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَ.

[راجع: ٦٨٠]

(٦٨١) ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمر منقری نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا' آپ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ (ایام بیماری میں) تین دن تک باہر تشریف نہیں لائے۔ ان ہی دنوں میں ایک دن نماز قائم کی گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے کو تھے کہ نبی ﷺ نے (حجرہ مبارک کا) پردہ اٹھایا۔ جب حضور ﷺ کا چہرہ مبارک دکھائی دیا۔ تو آپ کے روئے پاک و مبارک سے زیادہ حسین منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ (قربان اس حسن و جمال کے) پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے کے لئے اشارہ کیا اور آپ نے پردہ گرا دیا اور اس کے بعد وفات تک کوئی آپ کو دیکھنے پر قادر نہ ہو سکا۔

٦٨٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ

(٦٨٢) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یونس بن یزید ایلی نے ابن شہاب سے بیان کیا' انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے' انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جب رسول کریم ﷺ کی بیماری

اللهِ ﷺ وَجَعُهُ قِيْلَ لَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)). قَالَتْ عَائِشَةُ : إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ. قَالَ: ((مُرُوْهُ فَيُصَلِّي)). فَعَاوَدَتْهُ فَقَالَ: ((مُرُوْهُ فَيُصَلِّي، إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ)). تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ عُقَيْلٌ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

شدت اختیار کر گئی اور آپ سے نماز کیلئے کہا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابوبکر کچے دل کے آدمی ہیں۔ جب وہ قرآن مجید پڑھتے ہیں تو بہت رونے لگتے ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ان ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ دوبارہ انہوں نے پھر وہی عذر دہرایا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ان سے نماز پڑھانے کیلئے کہو۔ تم تو بالکل صواحب یوسف کی طرح ہو۔ اس حدیث کی متابعت محمد بن ولید زبیدی اور زہری کے بھتیجے اور اسحاق بن یحییٰ کلبی نے زہری سے کی ہے اور عقیل اور معمر نے زہری سے' انہوں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمر سے' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح ان جملہ احادیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہی ہے کہ امامت اس شخص کو کرانی چاہئے جو علم میں ممتاز ہو۔ یہ ایک اہم ترین منصب ہے جو ہر کس و ناکس کے لئے مناسب نہیں۔ حضرت صدیقہ کا خیال تھا کہ والد محترم حضور کی جگہ کھڑے ہوں اور حضور کی وفات ہو جائے تو لوگ کیا کیا خیالات پیدا کریں گے۔ اس لئے بار بار وہ عذر پیش کرتی رہیں مگر اللہ پاک کو یہ منظور تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اولین طور پر اس گدی کے مالک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آپ ہی کا تقرر عمل میں آیا۔

زبیدی کی روایت کو طبرانی نے اور زہری کے بھتیجے کی روایت کو ابن عدی نے اور اسحاق کی روایت کو ابوبکر بن شاذان نے وصل کیا۔ عقیل اور معمر نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا۔ کیونکہ حمزہ بن عبداللہ نے آنحضرت ﷺ کو نہیں پایا۔ عقیل کی روایت کو ابن سعد اور ابو یعلیٰ نے وصل کیا ہے۔

٤٧- بَابُ مَنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْإِمَامِ لِعِلَّةٍ

باب جو شخص کسی عذر کی وجہ سے صف چھوڑ کر امام کے بازو میں کھڑا ہو۔

٦٨٣- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: (أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ، فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ. قَالَ عُرْوَةُ: فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ، فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْ بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ كَمَا أَنْتَ،

(٦٨٣) ہم سے زکریا بن یحییٰ بلخی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہمیں ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے خبر دی' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں حکم دیا کہ ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس لئے آپ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ عروہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے آپ کو کچھ ہلکا پایا اور باہر تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے جب حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ لیکن

النُّعْمَانِ قَالاَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ. [راجع: ٧٠٠]

٦٧- بَابُ مَنْ أَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيرَ الإِمَامِ

٧١٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَتَاهُ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلاَةِ فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ)). قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، إِنْ يَقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِي فَلاَ يَقْدِرُ عَلَى الْقِرَاءَةِ. قَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ)). فَقُلْتُ مِثْلَهُ. فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ - أَوِ الرَّابِعَةِ -: ((إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ)) فَصَلَّى. وَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يُهَادَي بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الأَرْضَ. فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ صَلِّ. فَتَأَخَّرَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَنْبِهِ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيرَ. تَابَعَهُ مُحَاضِرٌ عَنِ الأَعْمَشِ. [راجع: ١٩٨]

کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' انہوں نے ایوب سختیانی سے' انہوں نے عمرو بن دینار سے' انہوں نے جابر سے فرمایا کہ معاذ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے پھر واپس آ کر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے۔

باب اس سے متعلق جو مقتدیوں کو امام کی تکبیر سنائے۔

(۷۱۲) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبداللہ بن داؤد نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے اعمش نے ابراہیم نخعی سے بیان کیا' انہوں نے اسود سے' انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے کہ آپ نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ کے مرض الوفات میں حضرت بلال ؓ نماز کی اطلاع دینے کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ میں نے عرض کیا کہ ابوبکر کچے دل کے آدمی ہیں اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رو دیں گے اور قرأت نہ کر سکیں گے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ میں نے وہی عذر پھر دہرایا۔ پھر آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم لوگ تو بالکل صواحب یوسف کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ خیر ابوبکر ؓ نے نماز شروع کرا دی۔ پھر نبی کریم ﷺ (اپنا مزاج ذرا ہلکا پا کر) دو آدمیوں کا سہارا لئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ گویا میری نظروں کے سامنے وہ منظر ہے کہ آپ کے قدم زمین پر نشان کر رہے تھے۔ ابوبکر آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے۔ لیکن آپ نے اشارہ سے انہیں نماز پڑھانے کے لئے کہا۔ ابوبکر پیچھے ہٹ گئے اور نبی کریم ﷺ ان کے بازو میں بیٹھے۔ حضرت ابوبکر ؓ لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی تکبیر سنا رہے تھے۔ عبداللہ بن داؤد کے ساتھ اس حدیث کو محاضر نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

جب مقتدی زیادہ ہوں تو دوسرا شخص تکبیر زور سے پکارے تاکہ سب کو آواز پہنچ جائے۔ آج کل اس مقصد کے لئے ایک آلہ وجود میں آگیا ہے۔ جسے آواز پہنچانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور یہ اکثر علماء کے نزدیک جائز قرار دیا گیا ہے۔

٦٨- بَابُ الرَّجُلُ يَأْتَمُّ بِالإِمَامِ، وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُومِ

وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((ائْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ))

٧١٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَاءَ بِلاَلٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلاَةِ فَقَالَ ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ، وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ لاَ يُسْمِعُ النَّاسَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ. فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي)). فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ، وَإِنَّهُ مَتَى مَايَقُمْ مَقَامَكَ لاَ يُسْمِعُ النَّاسَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ: ((إِنَّكُنَّ لأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ)) فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلاَةِ وَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً، فَقَامَ يُهَادَي بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلاَهُ يَخُطَّانِ فِي الأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي قَاعِدًا

باب ایک شخص امام کی اقتدا کرے اور لوگ اس کی اقتدا کریں (تو کیسا ہے؟)

اور آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے (پہلی صف والوں سے) فرمایا۔ تم میری پیروی کرو اور تمہارے پیچھے جو لوگ ہیں وہ تمہاری پیروی کریں۔

(۷۱۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو معاویہ محمد بن حازم نے بیان کیا' انہوں نے اعمش کے واسطے سے بیان کیا' انہوں نے ابراہیم نخعی سے' انہوں نے اسود سے' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ آپ نے بتلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم زیادہ بیمار ہو گئے تھے تو بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی خبر دینے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ابو بکر ایک نرم دل آدمی ہیں اور جب بھی وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے لوگوں کو (شدت گریہ کی وجہ سے) آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لئے اگر آپ عمرؓ سے کہتے تو بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ پھر میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم کہو کہ ابو بکر نرم دل آدمی ہیں اور اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لئے اگر عمر سے کہیں تو بہتر ہو گا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ صواحب یوسف سے کم نہیں ہو۔ ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے تو آنحضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے مرض میں کچھ ہلکا پن محسوس فرمایا اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے پاؤں زمین پر نشان کر رہے تھے۔ اس طرح چل کر آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ جب ابو بکر نے آپ کی آہٹ پائی تو پیچھے ہٹنے لگے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اشارہ سے روکا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بائیں طرف بیٹھ گئے تو ابو بکر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَالنَّاسُ مُقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [راجع: ١٩٨]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بیٹھ کر۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء۔

اسی جملہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خود مقتدی تھے۔ لیکن دوسرے مقتدیوں نے ان کی اقتدا کی۔

٦٩- بَابُ هَلْ يَأْخُذُ الإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ

باب اس بارے کہ اگر امام کو شک ہو جائے تو کیا مقتدیوں کی بات پر عمل کر سکتا ہے؟

٧١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟)) فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ (فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ. [راجع: ٤٨٢]

(۷۱۴) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' انہوں نے حضرت امام مالک بن انس سے بیان کیا' انہوں نے ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے (ظہر کی نماز میں) دو رکعت پڑھ کر نماز ختم کر دی تو آپ سے ذوالیدین نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے (اور لوگوں کی طرف دیکھ کر) پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! پھر آپ اٹھے اور دوسری دو رکعتیں بھی پڑھیں۔ پھر سلام پھیرا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا پہلے کی طرح یا اس سے بھی کچھ لمبا سجدہ۔

تشریح: یہ باب لاکر امام بخاری رحمہ اللہ نے شافعیہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ امام مقتدیوں کی بات نہ سنے۔ بعض نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اس حالت میں ہے جب امام کو خود شک ہو۔ لیکن اگر امام کو ایک امر کا یقین ہو تو بالاتفاق مقتدیوں کی بات نہ سننا چاہئے۔ ذوالیدین کا اصلی نام خرباق تھا۔ ان کے دونوں ہاتھ لمبے لمبے تھے اس لئے لوگ ان کو ذوالیدین کہنے لگے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ درجہ یقین حاصل کرنے کے لئے اور لوگوں سے بھی شہادت لی جا سکتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ امر حق کا اظہار ایک ادنیٰ آدمی بھی کر سکتا ہے۔

٧١٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : (صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، فَقِيلَ: صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ

(۷۱۵) ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے شعبہ نے سعد بن ابراہیم سے بیان کیا' وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے' وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے' آپ نے بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) ظہر کی صرف دو ہی رکعتیں پڑھیں (اور بھول سے سلام پھیر دیا) پھر کہا گیا کہ آپ نے صرف دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ پس

سَجْدَتَيْنِ). [راجع: ٤٨٢]

آپ نے دو رکعتیں اور پڑھیں پھر سلام پھیرا۔ پھر دو سجدے کئے۔

٧٠- بَابُ إِذَا بَكَى الإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ

باب جب امام نماز میں رو دے (تو کیسا ہے؟)

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ: سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ وَأَنَا فِي آخِرِ الصُّفُوفِ يَقْرَأُ: ﴿إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ﴾.

اور عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) نے بیان کیا کہ میں نے نماز میں عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی حالانکہ میں آخری صف میں تھا۔ آپ آیت شریفہ ﴿انما اشکو بثی و حزنی الی الله﴾ پڑھ رہے تھے۔

یہ سورۂ یوسف کی آیت کا ایک جملہ ہے جس کا ترجمہ یہ کہ میں اپنے غم اور فکر کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں' یہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

٧١٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ. فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ)). فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَهْ، إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ)) قَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا.

[راجع: ١٩٨]

(٧١٦) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے امام مالک بن انس نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا' انہوں نے اپنے باپ سے' انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں فرمایا کہ ابوبکر سے لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ابوبکر اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہ سنا سکیں گے۔ اس لئے آپ عمر رضی اللہ عنہ سے فرمائیے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ نہیں ابوبکر ہی سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ اگر ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو آپ کو یاد کر کے گریہ و زاری کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے۔ اس لئے عمر رضی اللہ عنہ سے کہئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بس چپ رہو۔ تم لوگ صواحب یوسف سے کسی طرح کم نہیں ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ بعد میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ بھلا مجھ کو تم سے کہیں بھلائی ہونی ہے۔

تشریح مقصد باب یہ ہے کہ رونے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ جنت یا دوزخ کے ذکر پر رونا تو عین مطلوب ہے۔ کئی احادیث سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں رونا ثابت ہے۔ یہ حدیث پہلے بھی کئی جگہ گذر چکی ہے اور امام المحدثین رحمہ اللہ نے اس